طلبہ کے لئے شعبہ فضائیہ میں بارہویں سے گریجویشن کے بعد کریئر کے سنہرے مواقع

مومن فہیم احمد عبدالباری

فضائی شعبے میں بارہویں اور گریجویشن کے بعد کریئر کے کئی مواقع دستیاب ہیں۔ عموماً ہمارے طلبہ کمرشیل پائلٹ، ایئر ہوسٹس اور اسٹیوارڈ سے متعلق کورسیس یا کریئر کے بارے میں جانتے ہیں لیکن اس شعبے میں گراؤنڈ لیول پر کئی ایک کورسیس ہیں جنھیں بارہویں کے بعد کیا جاسکتا ہے اور ایک اچھی و پرکشش جاب حاصل کی جاسکتی ہے۔ لیکن اس سے پہلے کہ ہم کورسیس کے بارے میں جانیں ہمیں چند بنیادی باتوں کو دھیان میں رکھنا ہوگا۔ فضائی شعبہ سے متعلق زیادہ تر کورسیس پرائیویٹ اداروں کے ذریعے فراہم کیے جاتے ہیں اس لیے یہ دھیان رہے کہ آپ جس ادارے سے کورس کرنے جارہے ہیں اس کا معیار کیا ہے۔ داخلہ لینے سے قبل آپ کو انسٹی ٹیوٹ کے معیار اور دیگر باتوں کا باریک بینی سے جائزہ لینا ضروری ہے۔ سب سے پہلے اس بات کی جانکاری حاصل کیجیے کہ جس انسٹی ٹیوٹ میں آپ داخلے کے خواہشمند ہیں وہ متعلقہ اتھاریٹی سے منظور شدہ ہے یا نہیں۔ کورس کا انتخاب کرتے وقت اپنے ذاتی رجحان اور قابلیت کا جائزہ لیجیے۔ آیئے ہم چند کورسیس کا جائزہ لیں۔

بیچلر آف بزنس ایڈمنسٹریشن اِن ایئر پورٹ مینجمنٹ: کسی بھی فیکلٹی سے بارہویں کامیاب طلبہ کے لیے یہ تین سالہ انڈر گریجویٹ کورس ایئر پورٹ کے انتظامیہ سے متعلق ہے۔ اس کی تکمیل پر آپ اسی شعبے میں ایم بی اے بھی کرسکتے ہیں۔ ڈگری مکمل کرنے پر امیدوار ایئر پورٹ پر منیجر اور ایڈمنسٹریٹیو آفیسر کی حیثیت سے ملازمت کرسکتے ہیں۔

مضامین و اہلیت: اس کورس میں عام طور ایئر پورٹ انتظامیہ کا تعارف، ہیومن ریسورس مینجمنٹ، اکاؤنٹنگ، فنانشیل مینجمنٹ، مارکٹنگ اور سیفٹی مینجمنٹ جیسے مضامن شامل ہوتے ہیں۔ کسی بھی اسٹریم سے بارہویں کامیاب طلبہ اس کورس میں داخلہ کے اہل ہوتے ہیں۔ مختلف اداروں میں کم سے کم مارکس کی شرائط الگ الگ ہوسکتی ہیں۔ لیکن عموماً پچاس فیصد یا اس سے زائد مارکس حاصل کرنے والے طلبہ داخلہ لے سکتے ہیں۔

تنخواہ اور روزگار کے مواقع: کورس کی تکمیل پر امیدوار قومی اور بین الاقوامی ایئر پورٹ پر ملازمت کا مجاز ہوگا ابتداء میں اوسطاً سالانہ تنخواہ تین سے چھ لاکھ کے درمیان ہوتی ہے جبکہ امیدوار ایئر پورٹ منیجر، ایڈمنسٹریٹر، اسٹاف منیجر اور سیفٹی آفیسر وغیرہ کے طور پر کام کرسکتے ہیں۔

بی ایس سی ان ایوی ایشن: یہ تین سال کا ایک انڈر گریجویٹ ڈگری کورس ہے۔ جو بارہویں کے بعد کیا جاسکتا ہے اور اس کی تکمیل پر ماسٹر ڈگری یا اسی شعبے میں ایم بی اے بھی یا جاسکتا ہے۔

مضامین و اہلیت: اس ڈگری کورس میں فضائی ضابطے و قوانین، فضائی راستے، موسمیات، ایئر کرافٹ انجن، ایئر ٹرافک کنٹرول، فضائی تحفظ، فلائٹ سیفٹی، عملہ مینجمنٹ وغیرہ مضامین کی تربیت دی جاتی ہے۔ اس کورس میں داخلے کے لیے بارہویں سائنس (فزکس، کیمسٹری، میتھس مضامین) سے پچاس یا اس سے زائد فیصد سے کامیاب ہونا ضروری ہے۔

تنخواہ اور روزگار کے مواقع: یہ کورس کامیابی سے مکمل کرنے پر امیدوار کو ایئر پورٹ پر ایئر ٹرافک کنٹرولر، ٹیکنیکل گراؤنڈ آپریشن، کارگو مینجمنٹ، ٹکیٹنگ اسٹاف، سیفٹی منیجر وغیرہ کے طور پر ملازمت مل سکتی ہے۔ ابتدائی سالانہ تنخواہ چار تا چھ لاکھ کے درمیان ہوتی ہے۔

ایرونا ٹیکل انجینئرنگ: یہ فضائی شعبے کا ایک ٹیکنیکل کورس ہے جس کی مدت چار سال ہوتی ہے۔ اس شعبے میں بیچلر آف انجینئرنگ اور بیچلر آف ٹیکنالوجی کی ڈگری ایئر کرافٹ انجینئر بننے میں مدد کرتی ہے۔ یہ شعبہ ہوائی جہاز کے پرزے ڈیزائن کرنا، مینوفیکچر کرنا اور ان کی دیکھ ریکھ (مینٹیننس) سے متعلق ہوتا ہے۔

اہلیت: اس کورس میں داخلے کے لیے بارہویں سائنس (فزکس، کیمسٹری، میتھس مضامین) سے کامیاب ہونے کے علاوہ قومی اور ریاستی سطح کے اہلیتی امتحان میں کامیابی حاصل کرنا بھی ضروری ہے۔

تنخواہ اور روزگار کے مواقع: ایک ایرونا ٹیکل انجینئر کو فضائی کمپنیاں بحیثیت چیف انجینئر، ڈیزائن انجینئر اور ریسرچ اور ڈیولپمنٹ انجینئرنگ کے طور پر ملازمت پر رکھتی ہیں۔ ابتداء میں اوسطاً تنخواہ تین تا پانچ لاکھ روپے کے درمیان ہوتی ہے۔

ایئر کرافٹ مینٹیننس: یہ تین سال کا طویل کورس ہے جس میں ڈھائی سال تعلیم اور چھ مہینے انٹرن شپ یعنی عملی تربیت مکمل کرنا لازمی ہے۔ یہ ایک ٹیکنیکل کورس ہے جسکی تکمیل پر ڈائریکٹوریٹ جنرل آف سول ایوی ایشن (DGCA) امیدوار کو اے ایم ای (AME) لائسنس جاری کرتا ہے۔ ان انجینئرس کو حکومتی اور پرائیویٹ ایئر لائنس کمپنیاں ملازمت پر رکھتی ہیں۔

اہلیت: اس کورس میں داخلے کے لیے بارہویں سائنس (فزکس، کیمسٹری، میتھس مضامین) سے پچاس یا اس سے زائد فیصد سے کامیاب ہونا ضروری ہے۔ پچاس فیصد مارکس سے ڈپلوما کامیاب طلبہ بھی اس میں داخلے کے اہل ہوتے ہیں۔

تنخواہ اور روزگار کے مواقع: اس کورس میں کامیاب امیدوار حکومتی و نجی ایئر لائنس کمپنیوں کے علاوہ ایوی ایشن آرگنائزیشن، ایئر کرافٹ مینٹیننس فرمس اور فلائنگ اسکولس وغیرہ میں ایئر کرافٹ انجینئرس کے طور پر ملازمت حاصل کرسکتے ہیں۔ ابتداء میں اوسطاً تنخواہ تین تا پانچ لاکھ روپے کے درمیان ہوتی ہے۔

کمرشیل پائلٹ ٹریننگ: فضائی شعبے کے تمام کورسیس میں سب سے زیادہ دلفریب کورس اگر کسی کو کہا جاسکتا ہے تو وہ کمرشیل پائلٹ ٹریننگ ہے لیکن ساتھ ہی ساتھ یہ سب سے زیادہ مہنگا کورس بھی ہے۔ اس کورس یا ٹریننگ کی تکمیل پر امیدوار کے لیے ایک باوقار اور پرکشش تنخواہ والی ملازمت یقینی ہے۔ اس کورس میں تھیوری اور پریکٹیکل دونوں طرح کی تربیت دی جاتی ہے۔ ٹریننگ مکمل کرنے پر امیدوار کو کمرشیل پائلٹ لائسنس (سی پی ایل) تفویض کیا جاتا ہے اور وہ ہوائی جہاز چلانے کا اہل ہوجاتا ہے۔

اہلیت: اس کورس میں بارہویں سائنس (فزکس، کیمسٹری، میتھس مضامین) سے ۴۵ تا ۵۰ فیصد مارکس سے کامیاب طلبہ داخلے کے اہل ہوتے ہیں۔ ٹریننگ پروگرام میں منتخب ہونے کے لیے طلبہ کو تحریری امتحان، اپٹی ٹیوٹ ٹیسٹ اور پرسنل انٹرویو کے مرحلے سے گذرنا پڑتا ہے۔

تنخواہ اور روزگار کے مواقع: ایک کمرشیل پائلٹ کسی بھی حکومتی، نجی ایئر لائن میں یا پھر چارٹرڈ فلائٹ میں بحیثیت پائلٹ کے اپنی خدمات انجام دے سکتا ہے اس کے علاوہ مناسب تجربہ حاصل ہوجانے کے بعد فلائٹ انسٹرکٹر کے طور پر بھی کام کرسکتا ہے۔ ابتداء میں اوسطاً سالانہ تنخواہ پانچ تا بارہ لاکھ کے درمیان ہوتی ہے۔

ڈپلوما / ایڈوانس ڈپلوما ان ایئر پورٹ مینجمنٹ: بارہویں کے بعد اگر طلبہ تین سالہ ڈگری کورس نہ کرنا چاہیں تو ایک سال کا ڈپلوما / ایڈوانس ڈپلوما ان کے لیے ایک اچھا آپشن ہے حالانکہ اس کی اہمیت تین سالہ ڈگری کورس سے کم ہے لیکن کم فیس اور جلد روزگار کے متلاشی طلبہ کے لیے ایک اچھا آپشن ہے۔ اس کورس کے لیے درکار اہلیت کسی بھی اسٹریم سے بارہویں کامیاب کرنا ہے اور مضامین بھی تقریباً وہی ہیں جو ڈگری کے ابتدائی سال میں پڑھائے جاتے ہیں۔ ابتداء میں سالانہ اوسطاً تنخواہ دو تا پانچ لاکھ کے درمیان ہوتی ہے جبکہ ڈپلوما کامیاب امیدوار کو اسسٹنٹ منیجر اور کارگو منیجر کے طور پر ملازمت مل سکتی ہے۔

ڈپلوما ان گراؤنڈ اسٹاف اینڈ کیبن کریو ٹریننگ: ایئر ہوسٹس اور اسٹیوارڈ (فلائٹ پر مرد ملازم جو ایئر ہوسٹس کے ساتھ ہوتے ہیں) کی تربیت کے لیے یہ کورس ترتیب دیا گیا ہے۔ کورس کی مدت چھ ماہ تا ایک سال پر محیط ہوتی ہے۔

مضامین و اہلیت: کسی بھی اسٹریم سے بارہویں کامیاب طلبہ اس کورس میں داخلہ کے اہل ہوتے ہیں۔ اس کورس میں کمیونی کیشن اسکل، کسٹمر سروس، اِن فلائٹ ٹریننگ، سیفٹی اور فرسٹ ایڈ، فوڈ و بیوریجیس پروڈکشن و سرونگ وغیرہ مضامین پڑھائے جاتے ہیں اور ان کی عملی تربیت دی جاتی ہے۔

تنخواہ اور روزگار کے مواقع: کورس کی تکمیل پر فلائٹ اٹینڈینٹ (ایئر ہوسٹیس و اسٹیوارڈ)، گراؤنڈ اسٹاف ملازم، آفس آپریٹر وغیرہ کے طور پر ملازمت مل سکتی ہے ابتداء میں سالانہ اوسطاً تنخواہ چار تا چھ لاکھ کے درمیان ہوتی ہے۔

ڈپلوما ان ایوی ایشن ہاسپٹالیٹی: موجودہ دور میں ہر صنعت و شعبے میں مہمان نوازی یا خاطر تواضع (ہاسپٹالیٹی) ایک لازمی جز ہے۔ اس کے لیے کوالیفائڈ اور تربیت یافتہ پروفیشنلس کی ضرورت ہوتی ہے۔ اس کورس کی مدت عموماً ایک سال ہوتی ہے۔

مضامین و اہلیت: کسی بھی فیکلٹی سے بارہویں کامیاب طلبہ اس کورس میں داخلے کے اہل ہیں۔ طلبہ کو ایوی ایشن ہاسپٹالیٹی کا تعارف، ترسیل کی مہارت، انتظامیہ، غذا و مشروب تیار کرنا اور اس کی حفاظت، غیر ملکی زبان، فرنٹ آفس آپریشن، کمپیوٹر اور انفارمیشن ٹیکنالوجی کی مہارتیں وغیرہ مضامین کی تعلیم و تربیت دی جاتی ہے۔

تنخواہ اور روزگار کے مواقع: کامیاب امیدوار کو کیبن کریو، گراؤنڈ اسٹاف، آفس آپریٹر وغیرہ کے طور پر ملازمت مل سکتی ہے۔ ابتداء میں سالانہ اوسطاً تنخواہ چار تا چھ لاکھ کے درمیان ہوتی ہے۔

ڈپلوما ان ایئر فیئر اینڈ ٹکیٹنگ مینجمنٹ: چھ مہینے سے ایک سال کی مدت پر مشتمل یہ ایک ڈپلوما کورس ہے جو پارٹ ٹائم اور فل ٹائم دونوں طرح سے کیا جاسکتا ہے۔

مضامین و اہلیت: کسی بھی شعبے سے بارہویں کامیاب طلبہ اس میں داخلے کے اہل ہیں۔ اس کورس میں ایئر لائن کوڈس، ٹکٹ سے متعلق اصطلاحات، الیکٹرونک ٹکٹنگ، پاسپورٹ اینڈ ویزا پروسیسنگ، غیر ملکی زرتبادلہ، ایئر فیئر اور ٹکٹنگ سافٹ ویئر وغیرہ مضامین پڑھائے جاتے ہیں اور عملی تربیت دی جاتی ہے۔

تنخواہ اور روزگار کے مواقع: یہ کورس کامیابی سے مکمل کرنے پر امیدوار کو ٹکٹنگ ڈپارٹمنٹ میں ملازمت حاصل ہوسکتی ہے۔ ابتائی سالانہ تنخواہ دو تا تین لاکھ کے درمیان ہوتی ہے۔

IATA (دی انٹرنیشنل ایئر ٹرانسپورٹ ایسوسی ایشن): دنیا کی مختلف فضائیہ کمپنیوں کی تجارتی انجمن IATA ہے۔ دنیا کے تقریباً 117 ممالک میں 290 سے زائد فضائی کمپنیاں اس کی ممبر ہیں۔ اس کے تحت کئی کورسیس مثلاً کارگو، مسافروں کی حفاظت، ایوی ایشن سیکورٹی، آپریشن و انفرااسٹرکچر وغیرہ سے متعلق کئی کورسیس ان کے الحاق شدہ اداروں میں جاری ہیں ان کورسیس کو بین الاقوامی منظوری حاصل ہوتی ہے۔ ان کورسیس کی مزید تفصیلات www.iata.org سے حاصل کی جاسکتی ہیں۔ ●●

تم کسی سے کم نہیں

میمونہ حنیف

حوصلہ افزائی' خوابیدہ اور ذہنی صلاحیتیں کامیابی کی شاہراہ پر گامزن کرتی ہے۔ دُنیا میں شاید ہی کوئی ایسا فرد ہو جسے اپنی تعریف سن کر خوشی نہ ہوتی ہو۔ ہر انسان سراہا جانا پسند کرتا ہے۔ جن کاموں کی ستائش کی جاتی ہے، اس میں کام کرنے والے کی دلچسپی مزید بڑھ جاتی ہے۔ وہ بہتر کارکردگی انجام دینے کی کوشش کرتا ہے۔ اس کی ہر عمر میں ضرورت اور اہمیت ہوتی ہے، جو کام پہ اکساتی ہے، توانائی بخشتی ہے، دل میں لگن پیدا ہوتی ہے۔ نوجوانوں کی کامیابی کے لئے تو یہ بے حد ضروری ہے، تاکہ ان میں آگے بڑھنے کا جذبہ پروان چڑھے، اعتماد میں اضافہ اور حوصلے بلند ہوں، پوشیدہ صلاحیتیں نکھر کر سامنے آئیں۔ یہ بڑوں کی ذمہ داری ہے کہ نوجوانوں کو اپنے سے قریب کریں، ان کی باتیں سنیں، انہیں سمجھنے کی کوشش کریں، ان سے ہمیشہ کہیں 'میں آپ کے ساتھ ہوں'۔ یہ جملہ انہیں آگے بڑھنے کا حوصلہ دے گا۔

ایک پیار بھری حوصلہ افزائی کی تھپکی ان کے لیے ضروری ہوتی ہے۔ اُنہیں یہ احساس دلانا ضروری ہوتا ہے کہ کوئی ہے اُن کے پیچھے' جو اُنہیں آگے بڑھتا اور کامیاب ہوتا ہوا دیکھنا چاہتا ہے۔

آج ہمارے درمیان کتنے ایسے لوگ موجود ہیں جن کے پیچھے اس طرح حوصلہ افزائی کی ترغیب دینے والے لوگ موجود تھے، جو رکاوٹوں پر قابو پانے، چیلنجوں کے ذریعے ثابت قدم رہنے اور کامیابی کے لیے جدوجہد کرنے میں مدد کرتے تھے۔ جب وہ ہمت ہارنے لگتے تو یہ الفاظ 'ہاں تم کر سکتے ہو!' ان کو پھر سے کھڑا کر دیتے تھے۔ حوصلہ افزائی مختلف ذرائع سے آسکتی ہے۔

سیکھنے، نئی مہارتیں اور خود کو بہتر بنانے کی خواہش ایک مضبوط محرک ہوسکتی ہے، ذاتی ترقی کا حصول ترقی اور کامیابی کے احساس کو فروغ دیتا ہے۔ مثبت آراء، دوسروں کی حمایت، تعلق، اعتماد اور جوابدہی کے احساس کو فروغ دے کر حوصلہ بڑھا سکتی ہے۔ چیلنجوں کے ذریعے ثابت قدم رکھنے کا حوصلہ دینا، یہ یقین دلانا کہ کوشش اور استقامت حتمی کامیابی کا باعث بنے گی ایک طاقتور محرک ہوسکتا ہے۔

والدین یا بزرگوں کے سامنے جب بچے اپنے مستقبل کے بارے میں تبادلہ کرتے ہیں تو ان کی یہ ذمہ داری بنتی ہے کہ وہ ان کی حوصلہ افزائی کریں، کیونکہ اسی سے اُڑان بھرنے کا جذبہ پیدا ہوتا ہے۔ یہ زندگی میں آگے بڑھنے کے لیے اسی طرح ضروری ہے، جس طرح گاڑی کے لیے پیٹرول۔ حوصلہ افزا دو بول انسان کو وہ کچھ حاصل کرنے کی طاقت دیتے ہیں جس کے بارے میں سوچا تک نہیں ہوتا۔ یہ جوش وخروش کا کرنٹ لگا دیتے ہیں۔ بعض لوگ کسی کی تعریف کرنے، اس کی بہترین کارکردگی پر سراہنے سے گریز کرتے ہیں۔ اس کی ایک وجہ حسد بھی ہوسکتی ہے، 'کوئی ہم سے آگے کیوں نکل گیا'، یہ بات ان سے ہضم نہیں ہوتی۔ ایسے رویے سے گریز کرنا چاہیے۔

مشہور امریکی مزاح نگار مارک ٹوئین نے ایک بار کہا تھا کہ، ''وہ سچی تعریف کے چند لفظوں پر زندہ رہ سکتا ہے۔'' صحیح وقت پر محبت اور خلوص کے ساتھ ادا کیے جانے والے دو بول بھی روح میں ہلچل مچادیتے ہیں۔

ہمارے معاشرے کا المیہ ہے کہ والدین بچوں کو کامیاب دیکھنا تو چاہتے ہیں، مگر جانے انجانے میں ان کے بہت سے جملے بچوں کے حوصلے کم کردیتے ہیں، ان کا اپنے آپ سے، اپنی صلاحیتوں سے اعتبار اٹھ جاتا ہے۔ احتساب کے لیے کچہری لگانا، بہن بھائیوں کے سامنے بے عزت کرنے سے ان کی ترقی رُک جاتی ہے، وہ احساس کم تری کا شکار ہو جاتے ہیں۔ دوسری طرف وہ بچے خوب پھلتے پھولتے ہیں، جن کے والدین انہیں حوصلہ دیتے ہمت بڑھاتے ہیں۔ یہ تربیت کا بہترین اور موثر ترین ذریعہ ہے، جو اچھا بننے کی ترغیب دلاتا ہے۔ کسی کو نا اہل کہہ کر میدان سے ہٹا دینا ٹھیک نہیں اور یہ مسئلے کا حل بھی نہیں ہے۔ اُس کی اصلاح کرنی چاہیے۔ ایک حوصلہ افزا جملہ آپ کو زیرو سے ہیرو بنا سکتا ہے۔

''شاباش تم کر سکتے ہو''، ''تم میں صلاحیت موجود ہے''، ''تم کسی سے کم نہیں''، ''تمھارے لیے کچھ مشکل نہیں''، ''کوشش جاری رکھو''، ''جدوجہد ترک مت کرو''، ''تم ہر رکاوٹ کا مقابلہ کرسکتے ہو''، ''ڈٹ جاؤ''، ''تمھاری محنت رائیگاں نہیں جائے گی''، ''اللہ پر بھروسہ رکھو، سب ٹھیک ہوجائے گا''، ''بڑھتے چلے جاؤ''، اس قسم کے جملے نوید سحر ثابت ہو سکتے ہیں اور کارکردگی، کوشش اور لگن کی رفتار کو حیرت انگیز طور پر بڑھا دیتے ہیں

نوجوانو! آپ بھی اپنی زندگی میں ایسے دوست بنائیں اور ایسے لوگوں کا قرب حاصل کریں جو آپ کی حوصلہ افزائی کریں۔ آپ خود پر بھی اعتماد کریں، کیونکہ خود اعتمادی ہی آپ کو کامیابی کی طرف گامزن کرسکتی ہے۔ اپنے اوپر سے ناکامی کے ڈر کی چادر اتار پھینکیں، ورنہ آپ کی مثال اس پرندے جیسے ہوگی جو اڑنے کی اہلیت ہوتے ہوئے بھی گرنے کے ڈر سے کبھی اڑ نہیں پاتا۔ ●●

فن آرٹ: انسانی اقدار کا ترجمان

عابد ہاشمی

آرٹ اتنا ہی قدیم ہے جتنا انسانی معاشرہ۔ قدیم سماج میں آرٹ کو انسانی ضرورت کے تحت استعمال کیا جاتا تھا۔ اپنی ابتداء میں آرٹ کا کردار انفرادی ہے۔ آرٹ، انگریزی زبان کا لفظ ہے، جس کا مطلب فن یا ہُنر ہے۔ آرٹ اس قدر وسیع المفہوم کہ اپنے اندر معنی کی ایک دُنیا آباد رکھتا ہے۔ کسی بھی شخص کا کوئی بھی ایسا اختصاصی وصف، جسے دیکھ کر دوسرے حیران ہوجائیں، آرٹ کہا جاسکتا ہے۔ کوئی شخص تنی ہوئی رسّی پر چلنے کا کمال دِکھاتا ہے، تو کسی کو سینے پر وزنی پتھر رکھ کر بھاری گاڑی گزار لینے پر ملکہ حاصل ہوتا ہے۔ کوئی تا دیر بغیر کسی بیرونی سہارے کے زیرِ آب رہ سکتا ہے، تو کوئی اپنی آواز کے جادو سے سامعین پر ایک سحر سا طاری کردیتا ہے اور یہ سب کمالات آرٹ یا ہُنر سے تعبیر کیے جاسکتے ہیں۔ انگریزی ہی کی ایک اصطلاح "فائن آرٹ یا فائن آرٹس" بھی ہے، جسے اُردو زبان میں "فنونِ لطیفہ" سے تعبیر کیا جاتا ہے۔ ماہرین، فنونِ لطیفہ کو بھی دو خانوں میں تقسیم کرتے ہیں، جو "فنونِ لطیفہ کبریٰ" اور "فنونِ لطیفہ صغریٰ" پر مشتمل ہے۔ اوّل الذّکر کے دائرے میں شاعری، موسیقی، مصوّری، مجسّمہ سازی اور نقاشی وغیرہ آتی ہے، جب کہ موخر الذّکر میں ظروف سازی، زردوزی اور قالین بافی وغیرہ کو شامل کیا جاتا ہے۔ احساسات کی اُس نازک سطح کے اظہار کا نام ہے، جہاں معمولی سی لغزش بھی سُننے، دیکھنے اور سمجھنے والے کے احساسِ لطافت کو کثافت سے دوچار کرسکتی ہے۔ فنونِ لطیفہ دراصل تخیّل کو متشکّل کرنے کا نازک عمل ہے اور زبان، الفاظ، اشارے، حرکات وسکنات اور رنگ فرد کے اندر کے احساس کو بیدار کرنے اور اسے باہر لانے کا ایک کارگر فعل ہے۔

مصوری قوم اور معاشرے کے لئے آئینہ کی حیثیت رکھتی ہے بلکہ بین الاقوامی سطح پر کسی قوم کی شناخت میں اہم کردار ادا کرتی ہے۔ سماجی، ثقافتی، اقتصادی حالات کے مختلف ادوار تبدیلیوں کے اتار چڑھاؤ کو عیاں کرنے میں مصوری کے نمونے بے حد مددگار ثابت ہوتے ہیں۔ فن مصوری کی شروعات بنی نوع انسان کی پیدائش سے منسلک کی جاتی ہے۔

قدیم زمانہ کے پتھروں اور غاروں کے ادوار میں مصوری کسی حد تک ایک زبان کی حیثیت رکھتی تھی۔ انسان تصاویر کے ذریعے اپنے خیالات کا اظہار کرتے تھے۔ آہستہ آہستہ یہ فن منظر کشی کے ساتھ ساتھ احساسات کی ترجمانی کا ذریعہ بھی بن گیا۔ آرٹ سوسائٹی کی عکاسی کرتا ہے۔ فرانس اور سپین میں قدیم دور میں غاروں میں بنائے گے مصوری کے شاہکار غار کا ہی حصہ معلوم ہوتے تھے۔

تاریخ کے اعتبار سے مصوری نہایت ہی اعلیٰ مقام رکھتی ہے۔ یہ نہ صرف ثقافتی، سماجی اور مذہبی حالات کی عکاسی کرتی ہے بلکہ اس سے معاشی اتار چڑھاو کے اثرات کا بھی بخوبی اندازہ لگایا جاسکتا ہے۔ اقوام کی تہذیب وتمدن پرکھنے میں بھی مصوری اہم کردار ادا کرتی ہے۔ مصوری ایک تصویری زبان بھی ہے جو ہر دور میں بولی جاتی رہی ہے۔ آج کے دور میں بھی تحت الشعور کے خیالات کو فن پاروں میں عیاں کرنے کی کوشش کی جاتی ہے۔ مسلمانوں نے خطاطی نقاشی اور آرائش میں تجریدیت کا پہلو ایجاد کیا۔ مختلف تاریخی کتابوں میں لکھا ہے کہ اسلام سے قبل تجریدی فن نہ ہونے کے برابر تھا۔ اس فن میں تخیل آرائی، تجریدی فکر اور تخلیقی پہلو کا ہونا مسلمانوں کے حصے میں آتا نظر آتا ہے۔ مسلمانوں نے جیومیٹری کی اشکال کا بھرپور استعمال کرتے ہوئے تجریدی آرٹ کو بڑھانے میں مدد کی اور یہ آرٹ زمانہ حال میں بڑی مقبولیت کا حامل ہے۔

آرٹ فن پارے کی تخلیقی خوبصورتی کی لاج رکھتا ہے۔ انسانی احساسات میں اتر کر روح کو متاثر کرتا ہے۔ لفظ "آرٹ" بڑا جادوگر لفظ ہے جس پر منکشف ہوجائے، اس کی دُنیا بدل دیتا ہے اور کئی اس کی چاہ لیے اپنی زندگی برباد کرلیتے ہیں، مگر یہ ان پر اپنی معنویت نہیں کھولتا۔ انسائیکلو پیڈیا بریٹانیکا کے مطابق "وہ حسین اشیا، فطری اظہار یا ایسے تجربے، جن کو بیان کیا جاسکے اور وہ ہنر جس کے عمل میں سوچ بھی شامل ہو، وہ آرٹ ہے۔"

آرٹ کی فلاسفی کا مطالعہ کیا جائے تو مختلف مفکروں نے اپنے اپنے انداز میں اس کی تعریف متعین کی ہے، مگر حتمی طور پر ایک تعریف جس پر تقریباً سب متفق ہیں، وہ یہ ہے کہ "آرٹ انسانی جذبات کو دوسروں تک پہنچانے کا ایک راستہ ہے۔" روس کا کلاسیکی ناول نگار "لیوٹالسٹائی" آرٹ کی تعریف بھی انھی معنوں میں کرتا ہے۔ ارسطو اپنی فلاسفی میں آرٹ کو ایک اچھی نقل سے تعبیر کرتا ہے۔ جرمنی کا عظیم فلاسفر "مارٹن ہائی ڈیگر" آرٹ کو ایک ایسا طریقہ مانتا ہے، جس کے ذریعے کوئی اپنا آپ دوسروں تک پہنچائے۔"

آرٹ کے بغیر ایک لمحے کے لئے بھی ہم دُنیا کا تصور کریں تو وہ ایک بے رنگ دُنیا ہوگی۔ ایک غیر انسانی اور کٹھن دُنیا۔ یہ لوگوں کی بے رنگ زندگی میں رنگ لاتا ہے اور ان کی جمالیاتی حسن کو تسکین پہنچاتا ہے۔ لوگوں کو یہ ادراک کراتا ہے کہ ایک ایسی زندگی بھی ہوسکتی ہے کہ جو اس سے بہتر ہو۔ فائن آرٹ کی تاریخ قدیم دور میں اس کی جڑ ہے۔ اب بھی دُنیا کے مختلف حصوں میں غاروں کی دیواروں پر نئی ڈرائنگ کو تلاش کیا جاسکتا ہے' مثال کے طور پر میں Altamira کے غار اسپین، Niah گپھاؤں، ملائیشیا اور دیگر میں عام طور پر رنگائی جیسے کوئلہ یا گیرو رال بائنڈر، کے ساتھ مل رہے ہیں۔ مضامین تنوع مختلف نہیں تھا۔ ان میں سے بیشتر شکار کے مناظر، handprints کے جانوروں کی تصاویر وغیرہ تھیں۔

ایک آرٹسٹ معاشرے کی عکاسی کرتا ہے اور اسکے اثرات سے باہر نہیں ہوتا۔ آرٹسٹ پر بھی اردگرد کا ماحول، کلچر، اس کے سماجی رشتے اثر انداز ہوتے ہیں۔ 1917 کا انقلاب آرٹ میں بھی انقلاب تھا جہاں تمام فنون لطیفہ کو زبردست ابھار ملا تھا۔ انقلاب کے دنوں میں عوامی شعور میں ایک جست آتی ہے اور وہ خود کو انسان کے طور پر دیکھنا شروع کردیتے ہیں۔ انہیں اپنی طاقت اور تخلیقی صلاحیتوں کا ادراک ہونے لگتا ہے۔ سماج سے خود غرضی، لالچ اور بیگانگی کا خاتمہ ہوجاتا ہے اور صحیح معنوں میں انسانی کلچر کا آغاز ہوتا ہے۔ قدیم سماج میں آرٹ کو انسانی ضرورت کے تحت استعمال کیا جاتا تھا۔ ایک آرٹسٹ اپنے ہاتھوں سے بنائی گئی پینٹنگ' مصوری میں معاشرہ کا عکاس پیش کرتا ہے۔ چونکہ کمپیوٹر' پینا فلیکس نے آرٹ کو بھی متاثر کیا اور اب ہم فلسفہ اور آرٹ پر بات کرنا بھی ایک بے کار اور احمقانہ عمل سمجھا جاتا ہے۔ اس میں میں کوئی شک نہیں، ٹیکنالوجی فن طرف نظر انداز نہیں کرسکتا۔ ماضی میں، آرٹسٹ صرف ایک برش تھا اور تخلیقی صلاحیتوں کے لئے آپ کے اپنے تخیل اور محبت پینٹ آج، ویڈیو اور آڈیو کے وسائل، کیمرے زبردست معیار اور لامحدود ڈیجیٹل تصویر ٹیکنالوجی کے تخلیق کاروں کی خدمات ماضی میں، مورتکار اپنے شاہکار تخلیق کرنے کے لئے سال لگ گئے۔ آج، ایک 3D پرنٹر اور کمپیوٹر پر ایک خاکے ڈیزائن کرنے کی صلاحیت کے ساتھ اسے کچھ دنوں کے لے جائے گا۔ اس کے بجائے سیاہ اور سفید فلموں کے، ہم ہماری تصویر پر یقین کرتا ہے جو ایک روشن، متاثر کن گرافکس اور اینیمیشنز ملتے ہیں۔ جدت نے ایک طرف تو آسانی مہیا کی' تو دوسری طرف آرٹس کا شعبہ زوال کا شکار ہوتا جارہا ہے ساتھ انسان کی تخلیقی صلاحیتیں دب کر رہ گئی ہیں۔ ہمیں آرٹ اور آرٹسٹ کی حوصلہ افزائی کرنی چاہیے' یہ ہمارے معاشرے کا اثاثہ ہیں۔ ●●

UPSC AIR 1 ٹاپر آدتیہ سریواستو کے مشورے:

ریلیں دیکھ کر آرام کیا، شادیوں میں شرکت کی؛ تیسری کوشش میں انٹرویو تک پہنچا

مشعل راہ

انکر شاتیاگی

میرا نام آدتیہ سریواستو ہے اور میں نے 16 اپریل کو جاری ہونے والے UPSC کے نتائج میں آل انڈیا رینک 1 حاصل کیا ہے۔ میں لکھنؤ سے ہوں اور یہ میری تیسری کوشش تھی۔ میں سول سروسز کی پہلی کوشش میں منتخب نہیں ہوسکا۔ مجھے دوسری کوشش میں منتخب کیا گیا اور مجھے انڈین پولیس سروس الاٹ کردی گئی۔ تاہم، میں ہمیشہ سے آئی اے ایس افسر بننا چاہتا تھا۔ اس لیے انڈر ٹرینی ہونے کے باوجود میں نے ایک اور کوشش کی اور اس بار مجھے آئی اے ایس کے لیے منتخب کیا گیا۔ سول سروسز کی تیاری کے لیے کارپوریٹ نوکری چھوڑ دی۔ IIT کانپور سے الیکٹریکل انجینئرنگ میں B.Tech-M.Tech کا دوہری ڈگری کورس کرنے کے بعد، مجھے ایک اچھی کمپنی میں رکھا گیا۔ کچھ کارپوریٹ میں بھی کام کیا۔ لیکن مجھے ایسا محسوس نہیں ہوا۔ ڈیسک ملازمتوں میں کوئی تنوع نہیں تھا۔ چنانچہ ایک دن میں نے اپنی نوکری چھوڑ کر یو پی ایس سی کی تیاری کرنے کا فیصلہ کیا۔ جب میں نے گھر پر اپنے والدین کو بتایا تو انہوں نے بھی میرا ساتھ دیا اس لیے میں نے نوکری چھوڑ دی۔ کارپوریٹ ملازمتوں کی بھی اپنی توجہ ہوتی ہے، لیکن ڈیسک جاب سے میری مطلوبہ چیزیں حاصل کرنا مشکل تھا۔ اگر آپ معاشرے کے لیے کام کرنا چاہتے ہیں یا انسانی تعامل سے متعلق کام کرنا چاہتے ہیں، تو آپ ہفتے کے آخر میں کرسکتے ہیں، لیکن ایک کارپوریٹ میں کام کرتے ہوئے، یہ مکمل وقت ممکن نہیں تھا۔ لہٰذا، میں نے اپنی نوکری چھوڑنے اور یو پی ایس سی کے لیے مکمل وقت کی تیاری کرنے کا فیصلہ کیا۔

آئی پی ایس کے لیے سلیکشن، پھر بھی امتحان دیا۔ کارپوریٹ میں کام کرنے کے بعد، میں اس قسم کی نوکری چاہتا تھا جس میں لوگ انٹرفیس اور نچلی سطح سے جڑے ہوں۔ تنوع ایسا ہونا چاہیے کہ شخصیت کی نشوونما بھی ہو۔ ان تمام پیرامیٹرز کے لیے آئی پی ایس بھی ایک باوقار سروس ہے، لیکن مجھے آئی اے ایس بہتر لگا۔ ان تمام عوامل کو مدنظر رکھتے ہوئے میں نے آئی پی ایس میں سلیکشن کے باوجود تیسری بار فارم بھرا۔ تربیت کے ساتھ تیاری کرنا مشکل تھا۔ ٹریننگ شروع ہونے تک پریلم اور مینز ختم ہوچکے تھے۔ نومبر میں ٹریننگ شروع ہونے تک صرف انٹرویو رہ گیا تھا۔ لیکن مجھے انٹرویو کی تیاری بھی کرنی تھی، جس میں مجھے کافی مشکلات کا سامنا کرنا پڑا۔ کیونکہ تیاری کے لیے صرف 2-3 گھنٹے دستیاب تھے، اس لیے ہدفی مطالعہ کرنا پڑا۔ باقی، آئی پی ایس ٹریننگ کے ساتھ پریلمز اور مینز کی تیاری ممکن نہیں ہے، کیونکہ جیسے ہی آپ ٹریننگ میں شامل ہوں، آپ کو ایک شق پر دستخط کرنا ہوں گے کہ جب تک آپ ٹریننگ کر رہے ہیں، آپ امتحان نہیں لکھ سکتے۔ لیکن چونکہ میں پہلے ہی پریلمز اور مینز کر چکا تھا اور انٹرویو یو پی ایس سی کے سمن کی طرح ہے، مجھے وہاں جانے کی اجازت ہے۔ اس کے لیے اسے چھٹی بھی مل جاتی ہے۔ مربوط نقطہ نظر کے ساتھ ابتدائی اور مینز کی تیاری کریں۔ میں فروری سے پریلیم کی تیاری کرتا تھا، اس سے پہلے میں مینز پڑھتا تھا کیونکہ زیادہ تر کورسز تقریباً ایک جیسے ہوتے ہیں۔ مجھے لگتا ہے کہ اگر ہم ایک مربوط نقطہ نظر کی پیروی کرتے ہیں، تو ہم دونوں کے لیے ایک ساتھ تیاری کر سکتے ہیں۔ پریلمز میں حقائق پر توجہ مرکوز کرنی پڑتی ہے۔ آپ کو صحیح الفاظ، عین مطابق نام معلوم ہونے چاہئیں

کیونکہ آپشنز ایسے ہی ہیں۔ دوسری طرف، مینز میں وسیع تفہیم ضروری ہے، کیونکہ وہاں آپ کو دو یا زیادہ صفحات بھرنے ہوتے ہیں۔ مینز میں بھی آپ کو درست حقائق درج کرنے ہوں گے، لیکن ایک وسیع تفہیم بھی ضروری ہے۔ اس لیے پڑھنے کا طریقہ تھوڑا بدل جاتا ہے۔ دلچسپی اور اسکور کرنے کی صلاحیت کی بنیاد پر اختیاری انتخاب کریں۔ UPSC میں بنیادی طور پر چار مضامین نظریاتی ہوتے ہیں، جن میں آپ کو حقائق اور ڈیٹا کو حفظ کرنا ہوتا ہے۔ اس لیے میں نے سوچا کہ نظریاتی آپشن بھی نہیں لینا چاہیے۔ اس کے علاوہ، توجہ دینا چاہئے۔ غور سے دیکھیں کہ آپ کن مضامین میں اس طرح پرفارم کر رہے ہیں کہ آپ ان میں بہتر اسکور حاصل کر رہے ہیں۔ آپ کو کوئی آپشن منتخب کرنے سے پہلے دلچسپی اور اسکور کرنے کی صلاحیت پر غور کرنا چاہیے۔

یہ انٹرویو کے لیے ٹاپر آدتیہ سریواستو کی تجاویز ہیں...... ڈی اے ایف اور کرنٹ افیئرز پر پوری توجہ ہونی چاہیے۔ اپنی شخصیت کی اصلیت کو برقرار رکھیں۔ یہ بہت ضروری ہے۔ بہت سارے طنز اور ان کے تاثرات کا پیچھا نہ کریں۔ اصلیت کے ساتھ ساتھ بہتری زیادہ مفید ہوگی۔ پورا انٹرویو پینل صرف آپ کی اصلیت دیکھنے بیٹھا ہے۔ ایسے بیٹھو، ایسے ہاتھ پکڑو، ایسے ہی آنکھ لگواؤ، اس سب پر اتنی توجہ دینے کی ضرورت نہیں۔ سوشل میڈیا پر وائرل عجیب سوالات انٹرویو میں نہیں پوچھے جاتے۔ انٹرویو میں زیادہ تر سوالات پس منظر سے پوچھے جاتے ہیں۔ اس بار بھی پولیس سے زیادہ سے زیادہ سوالات پوچھے گئے کیونکہ میں پہلے ہی آئی پی ایس میں تھا۔ ڈائنوسار کے بارے میں پڑھنے کے میرے شوق سے متعلق کچھ سوالات پوچھے گئے۔ باقی سوالات یہ تھے کہ آئی اے ایس میں کیوں شامل ہوں اور آئی ایف ایس میں کیوں شامل نہ ہوں۔ 2022 میں بھی الیکٹریکل انجینئرنگ، ڈائنوسار اور میرے شوق سے متعلق ایسے ہی سوالات تھے۔ باقی، سوشل میڈیا پر وائرل ہونے والے سوالات کے حوالے سے میں یہ نہیں کہوں گا کہ وہ بالکل نہیں پوچھے گئے، لیکن مجھ سے نہیں پوچھا گیا اور میرے ساتھ امتحان میں شامل ہونے والے امیدواروں میں سے کسی سے بھی ایسے سوالات نہیں پوچھے گئے۔ تاہم، آپ ایسے سوالات پوچھ سکتے ہیں جو آپ کے دماغ کی موجودگی کو جانچتے ہیں۔

مجھے ڈایناسور کے بارے میں پڑھنا پسند ہے۔ میں نے اسے ڈی اے ایف میں شوق کے طور پر بھی لکھا۔ یہ بہت پہلے شروع ہوا تھا۔ نرسری یا کے جی میں، میں نے جراسک پارک، گاڈزیلا جیسی فلمیں دیکھی تھیں۔ اس وقت میں یہ بھی نہیں جانتا تھا کہ گوڈزیلا ڈائنوسار نہیں ہے۔ رفتہ رفتہ میری دلچسپی وہاں سے پروان چڑھی۔ پھر میں نے ڈائنوسار فلموں کے بارے میں پڑھا، وہاں سے مجھے ڈائنوسار میں دلچسپی پیدا ہوئی۔

میں نے UPSC کے لیے کوئی کوچنگ نہیں کی۔ میں نے بغیر کسی کوچنگ کے صرف خود مطالعہ کی مدد سے UPSC کی تیاری کی۔ صرف ٹیسٹ سیریز میں شامل ہوئے تھے۔ اس کے علاوہ میں بہت سے لوگوں کو جانتا ہوں جنہوں نے گھر سے تیاری کی۔ بہت سے دوسرے لوگ ہیں جنہوں نے بغیر کوچنگ کے امتحان میں کامیابی حاصل کی ہے۔ لہٰذا امتحان بغیر کسی کوچنگ کے پاس کیا جاسکتا ہے۔ صرف اس بات پر منحصر ہے کہ آپ کتنے سرشار اور حوصلہ افزائی کرتے ہیں۔

UPSC کی اندھی تقلید نہ کریں۔ UPSC یقینی طور پر ایک خطرہ ہے۔ آپ کی جوانی کے ابتدائی سال تیاری میں گزرتے ہیں، اس لیے آپ کو ہمیشہ متوازن حکمت عملی اپنانی چاہیے۔ جو نہیں کرنا چاہیے وہ ہے آنکھ بند کر کے اس کی پیروی کرنا۔ فیصلہ کریں کہ 2 یا 3 کوششیں کرنی ہیں، اپنی پوری توانائی اس میں لگائیں۔ لیکن ایسا نہیں ہے کہ 6-7 سال ہوگئے ہیں، امتحانات دیے جارہے ہیں۔ کیونکہ ایک خاص عمر کے بعد دوسری چیزیں بھی زندگی میں اہم ہوتی ہیں۔ آپ پڑھنا جاری نہیں رکھ سکتے۔ جب آپ کو لگتا ہے کہ آپ کا ہدف حاصل ہوگیا ہے، چاہے منتخب ہو یا نہ ہو، تو متبادل کیریئر پر توجہ دیں۔ اپنے پلان بی کو ہمیشہ تیار رکھیں۔

پریلمز کی پہلی کوشش میں، میں نے تمام کتابوں کا احاطہ کیا تھا اور اچھی کوشش کی تھی۔ 90-92 سوالات کی کوشش کی، لیکن میرا اسکور 82 تھا اور میں 2-3 نمبروں سے چھوٹ گیا۔ تب میں نے اپنی غلطی کو تسلیم کیا کہ یہ صرف محنت تھی، اس میں اسمارٹ ورک غائب تھا۔ پھر دوسری کوشش کے لیے میں نے پچھلے سال کے سوالات کو غور سے دیکھا اور 10 سال کے پیپرز کو دیکھا۔ پچھلے تین سالوں کے پیپرز کا گہرائی سے تجزیہ کیا۔ جوابات کیسے لکھے جاتے ہیں، ہر باریکیں باتیں غلط لکھی جاتی ہیں، ہر باریکی کیسی باتیں درست ہوتی ہیں۔ ایسے مشاہدات کیے اور وہاں سے فیصلہ کیا کہ جو سوالات اب نہیں آئیں گے، جہاں میرا علم تعاون نہیں کرے گا، ان کے لیے میں ان مشاہدات کی مدد لوں گا۔ یہ اختیارات کی تعداد کو کم کردے گا۔ ایسا کرنے سے میرے نمبر 84 سے بڑھ کر 114 ہوگئے۔ ●●